حضرت محل

اتر پردیش کی راجدھانی لکھنؤ میں گومتی کے کنارے ایک ہرا بھرا پارک ہے جسے حضرت محل پارک کہا جاتا ہے۔ انگریزوں نے اس مقام کو اپنی فتح کی یادگار قرار دیتے ہوئے وکٹوریا پارک کہا تھا اور جس جگہ سنگِ مرمر کے گنبد کے

نیچے اودھ کی سلطنت کا طُغرا نصب ہے ایک زمانے میں انگلستان کی ملکہ وکٹوریا کا ایک حسین مجسمہ لگا ہوا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وکٹوریہ کے مجسمے کی جگہ ہندوستان کی اُس اولوالعزم ملکہ کا مجسمہ ہی نصب کیا جاتا جس کے نام نامی سے یہ پارک منسوب ہے لیکن مسلمانوں کے مذہبی عقائد کا لحاظ کرتے ہوئے اس پرچم کے نشان کو ہی مناسب سمجھا گیا جس کے سائے میں ارضِ ہند کی اُس غیرت دار خاتون نے بدیسی جبر و استبداد کا دو ڈھائی برس جی داری سے مقابلہ کیا اور بجائے ہتھیار ڈالنے کے نیپال کی دشوار گزار گھاٹیوں میں جلاوطنی کی زندگی کو ترجیح دی۔

حضرت محل کا اصلی نام محمدی بیگم تھا۔ وہ اس صاحبِ علم و فضل تاجدار واجد علی شاہ کی ملکہ تھیں جسے انگریزوں نے عیّاش اور نااہل قرار دیتے ہوئے فروری 1856 میں معزول کر دیا تھا۔ ان کے چودہ سالہ فرزند برجیس قدر کو نائب مقرر کیا گیا۔ واجد علی شاہ مارچ 1856 میں لندن جانے کے ارادے سے کولکتہ روانہ ہوئے۔ اُنھیں یا کسی کو بھی کیا معلوم تھا کہ ان کی رعایا کا غم و غصّہ سال بھر کی مدّت میں ایک طوفان کی شکل اختیار کر لے گا اور جس پردہ نشین بی بی اور کمسن شہزادے کو خود انگریزوں نے بے ضرر سمجھتے ہوئے آزاد چھوڑ دیا تھا، وہی ان کے خلاف ہتھیار اٹھائیں گے۔

© NCERT not to be republished

10 مئی 1857 کو میرٹھ چھاؤنی کے ہندوستانی سپاہیوں نے بغاوت کا علم بلند کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے شمالی ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف بغاوت شروع ہوگئی۔ دلّی کے بہادر شاہ، جھانسی کی رانی لکشمی بائی اور اودھ کی بیگم حضرت محل ایسے اشخاص تھے جنھوں نے ان سپاہیوں کی سربراہی کی اور ملک بھر میں جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ مقصد سب کا ایک تھا کہ انگریز ہندوستان سے نکالے جائیں اور اسی لیے اس تحریک کو بغاوت یا غدر کہنا صحیح نہیں، بلکہ برطانوی سامراج سے ٹکّر لینے کی یہ پہلی کوشش تھی۔ عام طور سے اسے ہندوستان کی ''پہلی جنگ آزادی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت محل کی ان سپاہیوں سے جب پہلی ملاقات ہوئی تو وہ پردے میں تھیں۔ سپاہیوں کا اصرار تھا کہ حضرت محل اپنے اکلوتے بچے برجیس قدر کی تخت نشینی پر رضامند ہو جائیں۔ 5 جولائی 1857 کو برجیس قدر کی تخت نشینی عمل میں آئی اور ان کی ماں راج ماتا اور جنابِ عالیہ کہی جانے لگیں۔ ان کے تدبّر اور جوشِ عمل نے آزادی کی تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی۔

31 جولائی 1857 کو پہلا حملہ مولوی احمد اللہ شاہ کی کمان میں بیلی گارد پر ہوا۔ حملے کے روز حضرت محل کو رات بھر نیند نہیں آئی۔ حضرت محل کی بہادری اور جوش کا یہ عالم تھا کہ باوجود پردے میں رہنے کے کبھی ہاتھی اور کبھی گھوڑے پر نکلتیں اور لڑنے والوں کی ہمّت افزائی کرتیں۔ عالم باغ کے معرکے میں راجہ مان سنگھ کو ان کی

غیر معمولی شجاعت کے اعتراف میں علاوہ خِلعت کے فرزندِ خاص کا خطاب اور ملبوسِ خاص سے اپنا دوپٹّہ انعام میں دیا اور وعدہ کیا کہ فتح یابی پر اس سے کہیں کچھ بڑھ کر دیا جائے گا۔

میرٹھ، دلّی، کان پور، الہ آباد، گوالیار، جھانسی، کالپی، آگرہ آزادی کی تحریک کے تمام بڑے مراکز انگریزوں کے قبضے میں جا چکے تھے اور اب آخری فیصلہ لکھنؤ میں ہونا تھا جہاں سترّ، اسّی ہزار آدمی بہادری اور استقلال کے ساتھ ڈٹے ہوئے تھے۔ ان کو قومی عزّت کے احساس نے حضرت محل نائب السلطنت کے علم کے نیچے شہر میں جمع کیا تھا۔ ایسے سرفروش مجاہدوں کے مقابل انگریزوں نے جس فوج کو جمع کیا، تعداد اور اہتمام میں ایسا لشکرِ جرّار کبھی ایک محاذ پر یکجا نہ کیا گیا تھا۔

شروع مارچ 1858 کا زمانہ حضرت محل کے لیے بڑی آزمائش کا زمانہ تھا۔ دل کُشا، قدم رسول، بیگم کوٹھی، سکندر باغ، موتی محل، شاہ نجف، قیصر باغ ہر طرف موت کا بازار گرم تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ سب سے زیادہ حملے کا رُخ چولکھی کی جانب ہے، حضرت محل کسی طرح چولکھی چھوڑنے کا نام نہ لیتی تھیں۔ ان کے صلاح کاروں نے

ایک روز انھیں سمجھانے کی کوشش بھی کی، لیکن ان کے استقلال میں فرق نہ آیا۔ پسپائی اور مخبری کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور جدید ترین اسلحہ سے لیس انگریزی فوجیں شہیدوں اور زخمیوں کو روندتی اپنا پرچم لہراتی چلی آ رہی تھیں۔

حضرت محل کو مُدافعت سے روکنے کی خاطر انگریز سپہ سالار جنرل اوٹرم کی پہلی پیش کش تھی کہ شجاع الدولہ کے زمانے کا اودھ واپس کیا جائے گا، بشرط یہ کہ جنگ موقوف کی جائے۔ جناب عالیہ نے اوٹرم کی پیش کش کو جواب کے قابل بھی نہ سمجھا۔ اوٹرم کا دوسرا صلح نامہ جس میں واجد علی شاہ کی سلطنت واپس کرنے کا وعدہ تھا بشرط یہ کہ جنگ سے باز آئیں، حضرت محل کو اس وقت ملا جب وہ اپنی منتشر فوجوں کو لکھنؤ ہی میں روک لینے کے لیے تھا کہ کسی اور مقام کا رُخ نہ کریں۔ ان کو وہیں گھر بیٹھے پچیس ہزار روپے ماہوار وظیفہ ملے گا۔ حضرت محل نے اس کی بھی پرواہ نہ کی۔

جنگ جیت لینے کے بعد ملکہ وکٹوریا نے عام معافی کا اعلان کیا۔ حضرت محل نے جنگ ہاری تھی، ہمت نہیں ہاری تھی۔ اپنی عارضی فرودگاہ لونڈی سے ہی انھوں نے اپنے جوابی فرمان میں ملکہ وکٹوریا کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور غلامی قبول کرنے کے بجائے برابر لڑتے رہنے اور بے وطنی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔

نومبر 1859 کے آخر تک حضرت محل اودھ کی شمالی سرحد سے انگریزی چھاؤنیوں پر چھاپہ مار دستوں کا انتظام کرتی رہیں، لیکن جب تحریک نے دم توڑ دیا تو دونوں ماں بیٹے اپنے بچے کھچے فدائیوں کے ساتھ نیپال چلے گئے۔ ایک مدّت تک انگریزوں کی کوشش رہی کہ وہ واپس آ جائیں۔ ایک انگریز مصوّر جو برجیس قدر کی تصویر کھینچنے گیا تھا، یہ پیغام لے گیا کہ بیگم صاحبہ فیض آباد لکھنؤ جہاں رہنا چاہیں آ جائیں، وظیفے کے علاوہ احترام شاہانہ بھی کیا جائے گا۔ لیکن حضرت محل جب تک زندہ رہیں، نہ خود آئیں اور نہ برجیس قدر ہی واپس آئے۔ کٹھمنڈو کی ہندوستانی مسجد اسی پردیسی ملکہ کی یادگار ہے اور اسی میں ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔

(مرزا کوکب قدر)

معنی یاد کیجیے

طغرا	:	خط (تحریر) کی ایک قسم،حکومت کا نشان
نصب کرنا	:	لگانا، گاڑنا
مجسمہ	:	بت
اولوالعزم	:	ہمت، بلند حوصلہ
ارض	:	زمین
جبر واستبداد	:	ظلم وستم
جلا وطنی	:	دیس نکالا، دور دیس بھیج دیا جانا، ملک بدر کیا جانا
عیاش	:	عیش پسند
معزول	:	جسے برطرف کر دیا گیا ہو،جس کا منصب چھین لیا گیا ہو
کمسِن	:	کم عمر
علم	:	جھنڈا، نشان، پرچم
تخت نشینی	:	تخت پر بیٹھنا، بادشاہ ہونا
تدبّر	:	سوجھ بوجھ، ہوشیاری
معرکہ	:	لڑائی
شجاعت	:	بہادری
خلعت	:	خصوصی لباس، پوشاک، بادشاہ یا امیر کی طرف سے دیا جانے والا لباس
ملبوسِ خاص	:	خاص لباس
سرفروش	:	جان ہتھیلی پر رکھنے والا
مستحکم	:	مضبوط، پائدار
لشکرِ جرّار	:	بہت بڑی فوج
محاذ	:	مقابلہ کی جگہ،لڑائی کا میدان

© NCERT not to be republished

پسپائی	:	پیچھے چلا جانا، پیچھے ہٹنا، ہار جانا
مخبری	:	جاسوسی، ٹوہ میں رہنا
اسلحہ	:	ہتھیار
مُدافعت	:	دفاع کرنا، بچاؤ
فرودگاہ	:	ٹھہرنے کی جگہ
ترجیح دینا	:	برتر سمجھنا، فوقیت دینا
احترام شاہانہ	:	شاہی مرتبے کے مطابق احترام
ابدی آرام گاہ	:	آخری آرام گاہ، مراد، قبر

سوچیے اور بتایئے۔

1. حضرت محل کون تھیں اور ان کا اصلی نام کیا تھا؟
2. حضرت محل پارک کو پہلے کیا کہا جاتا تھا؟
3. انگریزوں کے خلاف ہتھیار ہندوستانی سپاہیوں کی قیادت کس نے کی؟
4. حضرت محل نے راج مان سنگھ کو کیا اور کیوں انعام دیا؟
5. آزادی کی تحریک کے بڑے مراکز کون کون سے تھے اور وہ کس کے قبضے میں تھے؟
6. حضرت محل کی آخری آرام گاہ کہاں پر ہے؟

صحیح جملوں پر صحیح (✓) اور غلط پر غلط (×) کا نشان لگایئے۔

1. حضرت محل کا اصلی نام محمدی بیگم تھا۔ ( )
2. 10 مئی 1857 کو ہندوستانی سپاہیوں نے بغاوت کا علم بلند کیا۔ ( )
3. حضرت محل پردہ نشین خاتون نہیں تھیں۔ ( )
4. حضرت محل نے حملے کے ڈر سے چولکھی کو چھوڑ دیا۔ ( )

© NCERT not to be republished

5. جنگ جیت لینے کے بعد ملکہ وکٹوریا نے عام معافی کا اعلان نہیں کیا۔ ( )
6. حضرت محل نے ملکہ وکٹوریا کی پیش کش کو قبول کر لیا۔ ( )
7. دونوں ماں بیٹے اپنے فدائیوں کے ساتھ نیپال چلے گئے۔ ( )
8. کٹھمنڈو کی ہندوستانی مسجد میں حضرت محل کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ( )

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

منسوب | جبرواستبداد | خطاب | سرفروش | لشکرِ جرار | پیش کش | صلح نامہ

ان لفظوں کے متضاد لکھیے۔

فتح | شجاعت | جدید | عارضی | پائیدار

نیچے لکھے لفظوں کی جمع لکھیے۔

خاتون | عقیدہ | تحریک | معرکہ | خطاب | مرکز | مجاہد

عملی کام

○ ہندوستان کی جنگ آزادی میں حصّہ لینے والی پانچ خواتین کے نام لکھیے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے۔

’’حضرت محل کی ان سپاہیوں سے جب ملاقات ہوئی تو وہ پردے میں تھیں۔‘‘
’’سپاہیوں کا اصرار تھا کہ حضرت محل اپنے اکلوتے بچے برجیس قدر کی تخت نشینی پر رضامند ہو جائیں۔‘‘
’’ان کے صلاح کاروں نے ایک روز انھیں سمجھانے کی کوشش بھی کی لیکن ان کے استقلال میں فرق نہیں آیا۔‘‘

© NCERT not to be republished

اوپر کے ان جملوں میں جب، کہ، اور، لیکن وغیرہ دو جملوں کو جوڑتے ہیں۔ لفظ یا جملوں کو جوڑنے والے لفظ کو" حرفِ عطف" کہتے ہیں۔
"ہندوستانی مسجد میں ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔"
آرام + گاہ = آرام گاہ یہاں دو اسموں کو ملا کر ایک مرکب اسم بنایا گیا ہے آپ بھی ایسے پانچ مرکب اسم لکھیے جو گاہ کے ساتھ بنائے گئے ہوں۔

غور کرنے کی بات

- بیگم حضرت محل کا اصلی نام محمدی بیگم تھا وہ واجد علی شاہ کی ملکہ تھیں۔ انگریزوں نے بادشاہ کو عیاش اور نااہل قرار دیتے ہوئے معزول کر دیا تھا۔ واجد علی شاہ کے بیٹے برجیس قدر جو کم سن بچے تھے۔ ان کی 5 جولائی 1857 کو تخت نشینی کر دی گئی اور ان کی ماں راج ماتا اور جناب عالیہ کہی جانے لگیں۔
- بیگم حضرت محل پردہ نشین خاتون تھیں اس کے باوجود وہ انگریزوں سے برابر لڑتی رہیں۔ انھوں نے صلح کی ہر پیش کش کو ٹھکرا دیا اور جنگ ہارنے کے بعد بھی انگریزوں کی غلامی قبول کرنے کے بجائے بے وطنی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔
- انھوں نے اپنی شجاعت، دلیری، اور وطن دوستی سے یہ ثابت کر دیا کہ ہندوستانی خواتین بھی کسی سے کم نہیں اور وطن عزیز کی آبرو کی خاطر ہر قربانی دینے کو وہ تیار رہتی ہیں لیکن دشمن کے سامنے جھکنا انھیں منظور نہیں۔

© NCERT not to be republished